ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلّہ

اعجاز نسیم

پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اردو و اقبالیات، اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور

ڈاکٹر احمد حسین

ٹیکساس (امریکہ)

-

ڈاکٹر نواز کاوش کے ڈراموں میں سماجی شعور

Ejaz Naseem
Ph.D Scholar, Department of Urdu & Iqbaliyat, Islamia University, Bahawalpur
Dr. Ahmad Hussain
Texas (USA)

Social Consciousness in the Plays of Dr. Nawaz Kavesh

Dr. Nawaz Kavesh is a multidimentional personality. The atmost prominent aspect of his personality is sincerity. This sincerity seems through out in his teaching, research, criticism and creativity. It included the inauguration of radio Pakistan in Bahawalpur and its stability. He has a particular position in poetry. In the fiction writing, he chose the genre of drama. His dramas harbours the intense feeling of high human values. He univerled and exposed the hungar, emprisonment, economics exploitation, instability of relations poverty and moral bankruptey. In his dramas social and economic consciousness exploded its rays every where found in them. In this research article in the dramas of Dr. Nawaz Kavesh Social consciousness will be analyzed.

Key Words: *Multidimentional Personality, Sincerity, Fiction, Drama, High Human Values, Nawaz Kavesh, Social Consciousness.*

انسان کا ہمدردی اور مدد کے جذبے سے مل جل کر رہنا، انسان کی مختلف ضروریات زندگی کو پورا کرنا اور باہمی میل جول سے افراد کا ایک جگہ جمع ہونا سماج کہلاتا ہے۔ عبدالقادر عمادی لکھتے ہیں:

"سماج آپس میں تعاون کرنے والے افراد کے رسمی تعلقات کے مجموعے کا نام ہے۔ یہ ایک تنظیم اور اتحاد ہے جس کے تحت افراد ایک دوسرے سے منسلک ہوتے ہیں۔"[۱]

ادب اور سماج کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ ہر ادب اپنے سماج کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ ایک ادیب اپنے سماج سے جو اثر قبول کرتا ہے وہ ویسا ہی ادب تخلیق کرتا ہے۔ کیوں کہ ادب میں حقیقت بیان کی جاتی ہے، لہذا کسی بھی سماج یا معاشرے کو پڑھ کر اس معاشرے یا سماج کی اصلیت واضح ہو جاتی ہے۔ کیوں کہ جس طرح معاشرہ تبدیل ہوتا ہے ادب بھی اپنے عہد اور زمانے کے مطابق بدلتا رہتا ہے۔ ڈاکٹر سید حسین محمد جعفری لکھتے ہیں:

"زندگی اور معاشرے کے ساتھ ساتھ ادب بھی بدلتا رہتا ہے اور ہر عہد، ہر دور اور ہر زمانے میں درجہ بدرجہ ترقی کرتا رہتا ہے۔ ادب کو معاشرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا ۔ جیسا معاشرہ ہو گا ویسا ہی ادب ہو گا۔ ادب انسان کے خیالات و جذبات کے اظہار کا بے ساختہ اور لطیف ترین ذریعہ ہے"۔ [۲]

کسی بھی سماج نے ادب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ نظم اور نثر۔ نظم سے مراد شاعری (نظم، غزل ، قصیدہ، مرثیہ، رباعی وغیرہ) اور نثر سے مراد (داستان، افسانہ، ناول، ناولٹ، ڈرامہ، اور مضامین وغیرہ) شامل ہیں۔ اس افسانوی ادب میں تمام اصناف سے زیادہ ڈرامے کو اہمیت حاصل ہے۔ کیوں کہ ڈرامہ انسانی اعمال کی نقل ہے ۔ جس میں خوب صورت لفظوں کو گفتار اور کردار کے عمل سے اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ زندگی کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

ڈرامے کی ابتداء اسی وقت ہو گئی تھی جب سماج وجود میں آیا۔ اسی لیے ڈرامہ اپنے سماج کا بہت زیادہ اثر قبول کرتا ہے۔ کیوں کہ کوئی بھی معاشرہ سیاسی، سماجی، معاشی، معاشرتی، اقتصادی، سائنسی، ادبی اور ثقافتی مسائل سے دوچار ہوتا ہے۔ ادیب تو سماج میں پیدا ہونے والے ان مسائل کا عمیق نظری اور شعور کی پختگی سے مطالعہ کرتا اور ان مسائل کا حل ڈھونڈنے کی کوشش کرتا ہے، تاکہ معاشرہ اخلاقی گراوٹ کا شکار نہ ہو۔ اس لیے ڈرامہ جب مختلف ارتقائی منازل طے کر کے برصغیر میں آیا تو اسٹیج ڈرامے کی صورت میں امانت لکھنوی کی "اندر سبھا" سے لے کر امتیاز علی تاج کے "انار کلی" حکیم احمد شجاع کے "باپ کا گناہ" اور مرزا ادیب کے "لہو اور قالین" کے علاوہ زیڈ

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

اے بخاری، آغا ناصر، شوکت تھانوی اور اشفاق احمد نے ڈرامے لکھے اور اپنے اپنے ادوار اور سماجی حقیقتوں کو آشکار کیا۔

قیام پاکستان کے بعد بہاول پور کی ادبی فضا میں ایک خوشگوار تبدیلی رونما ہوئی۔ آزادی کے بعد بہاول پور میں ادبی سرگرمیوں کا آغاز ہوا۔ یہ دور بہاول پور کے ادبی ارتقاء میں خاصی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ ادبی لحاظ سے بہاول پور ایک خوبصورت تہذیبی مزاج کا آئینہ دار ہے۔ جس میں بغداد کی ثقافت کا اثر بھی ہے اور وادی سندھ کا تہذیبی رنگ بھی چڑھا ہے سات دریاؤں کی سرزمین سرس وتی کے تہذیبی اثرات بھی ہیں اور دراوڑی کھنڈرات نے بھی اپنا اثر دکھایا ہے۔ اس لیے یہاں بے شمار لکھاریوں نے اپنے سماج کا اثر قبول کیا اور دوسری اصناف نظم و نثر کے علاوہ ڈراموں کی طرف بھی توجہ دی۔ قیام پاکستان سے پہلے اور بعد میں بہت سے لکھنے والے آئے۔ جنہوں نے ڈرامے لکھے اور بہاول پور میں ڈرامے کی روایت کو عروج بخشا۔ قیام پاکستان سے پہلے لکھنے والوں میں سید نذیر علی شاہ ، پروفیسر معین الدین قریشی، قادر مصطفیٰ خاں، سید آصف جاہ، اسلم قریشی، ڈاکٹر شجاع احمد ناموس اور قیام پاکستان کے بعد لکھنے والوں میں ظہور نظر ، ذکاء الرحمن، جمیل اختر، بتول رحمانی، مسرت کلانچوی، ڈاکٹر سہیل اختر، سید جاوید اختر، اکرم شاد، اور ڈاکٹر نواز کاوش کے نام شامل ہیں۔

ڈاکٹر نواز کاوش نے بے شمار ڈرامے لکھے، جن میں تہذیبی، سماجی اور تمدنی معاشرت کو پیش کیا ہے۔ لیکن وہ ڈرامے گردشِ زمانہ کی نظر ہو گئے وہ لکھتے ہیں:

> "یہ کوئی دعویٰ تو نہیں کہ میں نے ریڈیو کے لیے کم و بیش سو کے قریب ڈرامے لکھے۔ جن میں فیچر بھی شامل تھے۔ لیکن میں انہیں محفوظ نہیں کر سکا۔ لکھا اور اصل مسودہ ریڈیو احکام کے حوالے کر دیا۔"(۳)

ڈاکٹر نواز کاوش نے اپنے ڈراموں کے ذریعے معاشرے میں پنپنے والی سماجی ناہمواریوں کا بڑی مہارت سے پردہ چاک کیا ہے۔ ہمارے ارد گرد کے ماحول میں بڑے مسائل ہیں. جن میں جہالت، بھوک، غربت، بے روزگاری، رسم و رواج کی پابندیاں، برادرزم، لسانی اور فرقہ واریت یہ وہ عوامل ہیں جو قوم کو ہر حال میں نقصان پہنچاتے ہیں۔ نواز کاوش نے اپنے ڈراموں کے ذریعے ان عوامل کی نا صرف نشاندہی کی ہے بلکہ ان مسائل کے حل کی کوشش بھی کی ہے۔ ڈاکٹر نجیب جمال ان کے ڈراموں کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ڈاکٹر نواز کاوش کے ڈرامے "وارث""فیصلہ "اور" سراب موسم "زندگی کے آغاز سے انتہا اور انتہا سے انجام کی کہانی سناتے ہیں۔ وہ نہ تو آغا حشر کی طرح ڈرامے کے ہر کردار کی زبان کو بلند آواز عطا کرتا ہے اور نہ ہی اشفاق احمد کی طرح اپنی کہانی کو تصوف کا لبادہ پہناتا ہے۔ وہ تو کردار کے تشخص سے مکالمہ اخذ کرتا ہے اور کسی بڑے گھمبیر فلسفے کو کرداروں کے منہ سے ادا کرنے کی بجائے سیدھی سادھی معنویت کو پیش کرتا ہے۔ اس کے یہ کردار ایک ایسی انسانی صورت حال کو پیش کرتے ہیں۔ جس سے ہم خود بھی زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر دوچار ہو چکے ہیں۔"(۴)

مصنف نے اپنے ڈرامے "وارث" میں عورت کے ایک خوب صورت روپ کا تذکرہ کیا ہے۔ عورت جو معاشرتی جبر کا شکار ہے، جہاں سماج کے بعض ٹھیکیدار اسے پاؤں کی جوتی تصور کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک عورت کا کام بچے پیدا کرنا اور مردوں کی خدمت کے علاوہ کچھ نہ ہے۔ ان تمام سختیوں کو سہنے کے باوجود وہی عورت اس معاشرے کے لئے امن کی آشا کا کردار بھی ادا کرتی ہے۔ اسے خواہ کتنی ہی تکالیف برداشت کرنا پڑیں، کتنے ہی ظلم ہوں، وقت آنے پر وہ اپنی جان دے کر اپنے خاندان کی عزت بچانے سے گریز نہیں کرتی۔ ایسا ہی واقعہ ڈاکٹر نواز کاوش کے ڈرامے "وارث" میں بیان ہوا ہے۔ جس میں عورت بے بس نظر آتی ہے۔ اولاد پیدا کرنا کسی بھی عورت یا مرد کے بس میں نہیں۔ یہ تو پروردگار کی عنائت ہے کہ کسی کو لڑکا دے یا لڑکی یا دونوں میں سے کوئی بھی نہ دے۔ لیکن ہمارا سماج عورت کو قصوروار ٹھہراتا ہے۔ کہ اس نے بیٹا کیوں نہیں جنا۔ اس ناکردہ گناہ کی وجہ سے اسے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ "وارث" ایسی ہی کہانی ہے جس میں نادیہ اور شکیل پیار کرنے والے میاں بیوی ہیں۔ نادیہ تین بیٹیوں کی ماں بنتی ہے، لیکن شکیل کی والدہ کی ضد ہے کہ مجھے وارث (پوتا) چاہیے۔ اس دفعہ اگر بیٹا نہ جنا تو تمہیں گھر سے نکال دیا جائے گا۔ پھر نادیہ کو بیٹا نہ پیدا کرنے پر گھر سے نکال دیا جاتا ہے۔ نادیہ کے جانے کے بعد نادیہ کا سسر بھی گھر چھوڑ دیتا ہے۔ نادیہ کی ساس (کوثر) کی ضد اور انا کی بدولت بسا بسایا گھر جہنم بن جاتا ہے۔ شکیل کا ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے اسے ہسپتال لایا جاتا ہے جہاں یہ انکشاف ہوتا ہے کہ شکیل کے دونوں گردے ناکارہ ہو چکے ہیں۔ وہ زندگی اور موت کی کش مکش میں ہے۔ نادیہ کو جب شکیل کے حادثے کی خبر ملتی ہے تو

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

فوراً ہسپتال پہنچ کر صورت حال کا جائزہ لیتی ہے اور اپنا ایک گردہ دے کر شکیل کی جان بچا لیتی ہے، جس کی وجہ سے شکیل اس کا ممنون ہو جاتا ہے۔ نادیہ اور شکیل کے مکالمے ملاحظہ فرمائیں۔

"شکیل: نادیہ یہ تم نے کیا کیا؟ میں اس قابل نہ تھا۔

نادیہ: آپ ہی تو اس قابل ہیں۔ میرا گردہ تو کیا، میری زندگی بھی آپ کے لیے ہے۔

شکیل: نادیہ تم سچ کہتی ہو، تمھاری زندگی واقعی میرے لیے تھی۔ میری زندگی کی کہانی تم بن ادھوری تھی، نامکمل تھی، میری تمام تر زیادتیوں کے باوجود مجھ پر اتنا بڑا احسان کر وگی میں نے سوچا بھی نہ تھا۔ میں یہ قرض کیسے چکاؤں گا۔"(۵)

ڈاکٹر نواز کاوش کے ڈراموں کا موضوع عورت ہے۔ ان کے ڈراموں میں عورت کا کردار مرد کے رویوں میں تبدیلی کا باعث بنتا ہے۔ ان کے ڈراموں میں شامل نسوانی کردار "وارث" کی نادیہ، "سبق پھر پڑھ" کی شمسہ، "بے سمت موڑ" کی فرزانہ اور "یہ لمحہ مار ڈالے گا" کی نائلہ یہ تمام خواتین اپنے رویوں سے معاشرے میں مثبت تبدیلی کا باعث بنتی ہیں۔

ڈاکٹر نواز کاوش کے ڈراموں میں سماجی اور معاشرتی شعور کی کرنیں جابجا پھوٹتی نظر آتی ہیں۔ وہ اپنے سماج سے کہانی اخذ کرتے ہیں اور پھر معاشرے کی خوبیوں اور خامیوں پر گہری نظر رکھتے ہوئے اسے بغیر کسی تبدیلی کے پیش کر دیتے ہیں۔ ان کی کہانیوں کے موضوعات اس سماج کے واقعات ہیں، جس میں وہ رہتے ہیں۔ انہوں نے خوف، قید، معاشی استحصال، رشتوں کی بے ثباتی، ہجر، بھوک، غربت، اخلاقی بدحالی اور شکوک و شبہات کی وجہ سے رشتوں کے درمیان جو دراڑیں پڑتی ہیں انہیں بیان کیا ہے۔ وہ اپنے ڈرامے "یہ لمحہ مار ڈالے گا" میں ایک ایسی ہی کہانی بیان کرتے ہیں جس میں دو پیار کرنے والے میاں بیوی جب شکوک و شبہات کی بھینٹ چڑھتے ہیں تو وہ اپنے جنت نما گھر کو دوزخ بنا لیتے ہیں۔

شہزاد اپنے دفتر سے جلد گھر آتا ہے تو اس کی بیوی اپنے بیٹے سے فون پر بات کر رہی ہوتی ہے۔ لیکن شہزاد کو محسوس ہوتا ہے کہ شائد وہ اپنے بوائے فرینڈ سے بات کر رہی ہے۔ شہزاد غصے میں ہوش کھو دیتا ہے اور نائلہ کو فوری طور پر گھر چھوڑنے کا کہتا ہے شہزاد اور نائلہ کے مکالمے ملاحظہ فرمائیں۔

"شہزاد: بکواس بند کرو اور نکل جاؤ جلدی سے۔

نائلہ: کہاں جاؤں؟

شہزاد: جہنم میں جاؤ۔۔۔۔ میرے گھر سے نکل جاؤ اور کبھی ادھر کا رخ بھی نہ کرنا۔

نائلہ: میرا بیٹا آجائے پھر۔

شہزاد اس کا نام زبان پر مت لانا۔ وہ میرا بیٹا ہے اب دفعہ ہو جاؤ نظروں سے۔ ذلیل عورت۔۔۔۔ نکلو جلدی سے۔"(٦)

ڈاکٹر نواز کاوش کے ڈراموں کی سب سے بڑی خوبی تجسس ہے۔ وہ اپنے ڈراموں میں مقصدی تحریک کے علمبردار ہیں۔ ان کے ڈراموں کا بنیادی مقصد معاشرے کی اصلاح ہے۔ وہ اپنے ڈراموں میں معاشرے کی فلاح و بہبود کی طرف توجہ زیادہ دیتے ہیں۔ جیسے "وارث"، "سبق پھر پڑھ"، "بے سمت راستے"، اور "کڑواسچ" وغیرہ اس کی عمدہ مثالیں ہیں۔ ان کے یہ ڈرامے معاشرتی بے حسی، خود غرضی، اور سفاکی کی تصویر دکھاتے ہیں۔ "کڑواسچ ایک ایساڈرامہ ہے جس میں ساس اور بہو کی لڑائی کی طرف اشارہ ہے۔ ثروت اور سمیرا کی لڑائی نے وجاہت کی شخصیت کو مسخ کر رکھ دیا۔ کیوں کہ ماں باپ بچے کے لیے آئیڈیل ہوتے ہیں بچہ سب سے زیادہ اپنے گھر اور والدین سے سیکھتا ہے۔ اگر والدین حسن سلوک اور اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہیں تو بچے بھی مثبت سوچ کے حامل ہوتے ہیں۔ اگر والدین ہر وقت تفرقہ بازی اور لڑائی جھگڑے میں مصروف رہیں اور اپنے بچوں کو وقت نہ دیں اپنی جھوٹی انا اور ضد قائم رکھیں تو ان کے بچے تنہائی کا شکار ہو کر نفسیاتی مریض بن جاتے ہیں۔ "کڑواسچ" میں ایسی ہی صورت حال کو پیش کیا گیا ہے جس میں وجاہت نامی بچہ والدین کی عدم توجہ کا باعث بن کر نفسیاتی مریض بن جاتا ہے اور اچانک بے ہوش ہو جاتا ہے۔ تو اسے ڈاکٹر کے پاس لایا جاتا ہے ڈاکٹر اور وجاہت کے والد ولید کا مکالمہ سنیے۔

"قاسم: اس میں قصور تو آپ لوگوں کا ہے بچے کو الگ تھلگ کر دیا۔

ولید: قصور میرا نہیں ہماری اناؤں کا ہے، ضد کا ہے۔ ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ والدین کے جھگڑے بچوں پر کس

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

قدر اثر انداز ہوتے ہیں، انھیں کس قدر متاثر کرتے
ہیں، ان کی زندگی میں کیسے زہر گھول دیتے ہیں۔
کاش! اس کا اندازہ ہمیں وقت پر ہو جاتا۔ "(۷)

ڈاکٹر نواز کاوش بے پایاں خلوص کے متحمل انسان ہیں۔ وہ اپنے معاشرے کو جنت کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس لیے انہوں نے زیادہ تر اصلاحی ڈرامے لکھے۔ وہ اپنے معاشرے سے بے حسی، خود غرضی اور سفاکی جیسے عناصر ختم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ وہ عناصر ہیں جو معاشرے کی بگاڑ کا باعث بنتے ہیں۔ "سراب موسم" اور "بے سمت راستے"، ڈرامے لکھ کر وہ ایسے ہی عناصر کی نشاندہی کرنا چاہتے ہیں۔ جن کی وجہ سے معاشرے میں عورت بے بس نظر آتی ہے۔ سراب موسم معاشرے میں موجود خود غرضی کی انتہا کو چھوتی کہانی ہے جس میں حقیقی بھائی اپنے بھائی کی دولت پر قابض ہونے کے لیے بھائی اور بھابھی کا قتل کر دیتا ہے۔ اور اپنی بھتیجی پر اسے حادثہ ظاہر کرتا ہے۔ کافی عرصہ بعد جب وہ حقیقت آشکار ہوتی ہے تو وہ بھی دل برداشتہ ہو کر سمندر میں چھلانگ لگا کر خودکشی کر لیتی ہے۔ خود کشی کرنے سے پہلے سپنا اپنی سہیلی غزالہ کو تمام صورت حال سے آگاہ کرتی ہے غزالہ کی رپورٹ پر پولیس مسٹر عادل اور زینب کو گرفتار کر لیتی ہے۔ مسٹر عادل اور زینب کی گرفتاری کے منظر کو مصنف نے یوں بیان کیا ہے۔

" آواز: مسٹر عادل اور زینب کون ہیں؟
خالد: جی یہ ہیں۔
آواز: آپ کو زیر حراست لیا جاتا ہے۔ سپنا کی سہیلی غزالہ کی رپورٹ پر یہ ثابت ہو
چکا ہے کہ ایکسیڈنٹ کی وجہ سے سپنا کے والدین کی موت کے ذمہ دار یہ دونوں ہیں۔
اور سپنا کی خودکشی کی وجہ بھی۔ "(۸)

بیٹیاں اللہ کی رحمت ہوتی ہیں۔ کوئی بھی والدین اپنی بیٹی کو دکھی نہیں دیکھ سکتے۔ سب والدین بیٹی کی اچھی تعلیم و تربیت اور کامیاب مستقبل کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ کسی بھی لڑکی کی تعلیم و تربیت، دولت، اچھی ملازمت اور کاروبار کے علاوہ شادی کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ کیوں کہ عورت کے مستقبل کا فیصلہ ہو رہا ہوتا ہے۔ اگر سسرال اچھا مل جائے تو لڑکی کی زندگی سنور جاتی ہے اور اگر سسرال اچھا نہ ملے تو نت کے لڑائی جھگڑوں کی بدولت لڑکیاں گھر چھوڑنے یا خود سوزی کرنے سے بھی گریز نہیں کرتیں۔ "بے سمت راستے" ایسی ہی کہانی ہے جس میں

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

منور، فرزانہ، اور شکیل اہم کردار ہیں۔ منور اور فرزانہ کلاس فیلو ہیں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ منور کی مالی حیثیت کمزور ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ پہلے اپنے آپ کو معاشی طور پر مستحکم کرے، اس کے پاس بینک بیلنس، کار اور اچھا گھر ہو۔ پھر فرزانہ سے شادی کرے۔ لیکن بیٹیاں جوان ہو جائیں تو والدین کو کب نیند آتی ہے ۔فرزانہ کے والدین اپنی بیٹی کا رشتہ ایک امیر نوجوان شکیل سے کر دیتے ہیں۔ اور فرزانہ بھی مشرقی لڑکی کا کردار نبھاتے ہوئے والدین کی رضا کو اپنی قسمت کا فیصلہ سمجھ کر خاموش ہو جاتی ہے۔

ابھی چند ماہ ہی گزرتے ہیں کہ شکیل کی اصلیت کھل کر سامنے آنا شروع ہو جاتی ہے۔وہ فرزانہ کو غربت اور بانجھ پن کے طعنے دینا شروع کر دیتا ہے۔ جوا کھیلنا، شراب پینا، شکیل کا عام معمول تھا۔اس لیے گھر کا تمام زیور اور قیمتی اشیا بیچ دیتا ہے اور نوبت فاقوں پر آ جاتی ہے۔ شکیل فرزانہ سے نقد رقم کا مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنے والدین سے لے کر آئے، اس سے پہلے فرزانہ کئی بار اپنے والدین سے رقم منگوا چکی تھی۔ اس دفعہ فرزانہ انکار کر دیتی ہے جس پر شکیل مشتعل ہو کر فرزانہ کو پیٹنا شروع کر دیتا ہے۔ آخر کار شکیل فرزانہ پر پیٹرول چھڑک کر اسے آگ لگا دیتا ہے۔ مصنف نے اس حادثے کو یوں بیان کیا ہے۔

"فرزانہ: کوئی اور بات شکیل؟ کوئی اور بات؟ سب کچھ تو آپ نے کہہ دیا ہے، سب کچھ۔

شکیل: کیا کہا ہے میں نے ؟ یہی ناں کہ تم بانجھ ہو ،بانجھ اور مجھے ،مجھے یہ پرفیوم شرفیوم دینے کی ضرورت نہیں میرے لیے کچھ لانا ہے تو کوئی بڑی رقم لاؤ اپنے ماں باپ سے، مجھے نقد رقم چاہیے، نقد رقم۔

فرزانہ: یا اللہ! تونے مجھے کس امتحان میں ڈال دیا ہے میں نے تو اپنے والدین کی رضا کے آگے سر جھکا دیا تھا پھر یہ میرا نصیب کیوں؟

شکیل: جتنا چیخ سکتی ہو چیخو، شور مچا سکتی ہو مچاؤ۔۔۔۔ ہو گا وہ ہی جو میں چاہتا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں تمہیں کون بچاتا ہے۔۔۔۔

فرزانہ: بچاؤ۔۔۔۔(آگ کی آواز) بچاؤ۔۔۔۔بچاؤ۔" (۹)

ڈاکٹر نواز کاوش کے ڈراموں میں سماجی اور معاشرتی رنگ نمایاں نظر آتا ہے۔ وہ سماج کی خوبیوں اور خامیوں کا گہرا مشاہدہ رکھتے ہیں، اور وہ اُن کے بیان میں کسی بھی قسم کی رعایت نہیں برتتے۔ ڈاکٹر نواز کاوش نے انسانی خود غرضی، حوس پرستی، نام نہاد رویوں اور ناک پر بیٹھی جھوٹی انا کا پردہ فاش کیا ہے۔ اُن کا ڈرامہ ''اِک نیا موڑ'' اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس میں معاشرے کے نام نہاد بیوپاریوں نے امیر اور غریب کے درمیان حدِ فاصل کھینچ رکھی ہے۔ ڈرامے کے مرکزی کردار سلیم اور بینا کلاس فیلوز ہیں۔ دونوں ایک دوسرے سے محبت بھی کرتے ہیں۔ دونوں کی بچپن میں منگنی بھی ہو چکی ہے، لیکن سلیم چونکہ متوسط خاندان سے تعلق رکھتا ہے جبکہ بینا کے والدین نئے نئے امیر ہوئے ہیں اس لیے سلیم کو بینا کے قابل نہیں سمجھتے اور شادی سے جواب دے دیتے ہیں۔ ڈاکٹر نواز کاوش لکھتے ہیں۔:

> ''ممی: تکمیل ۔۔۔ کیسی تکمیل۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں سلیم کچھ بن تو جائے، کوئی ڈھنگ کی نوکری تو کرلے، ایک عام سی نوکری پر ہم اپنی بیٹی کی شادی نہیں کرسکتے۔ روپیہ پیسہ جوڑلے، کوئی ڈھنگ کا مکان ہی بنالے، اب بینا اس دو کمرے کے مکان میں تو نہیں رہ سکتی۔ ناراض نہ ہوں میرا تو وہاں دم گھُٹتا ہے۔''

ڈاکٹر نواز کاوش کے ڈراموں کی بڑی خوبی موضوعاتی اعتبار سے اُن میں گہری فکر کا پوشیدہ ہونا ہے۔ وہاں فنی اعتبار سے بھی اُن میں پختگی نظر آتی ہے۔ مکالمے برجستہ اور موقع محل کے مطابق ادا ہوتے ہیں۔ وہ منظر نگاری کرتے ہوئے اس قدر جزئیات میں چلے جاتے ہیں کہ پوری تصویر آنکھوں کے سامنے اُبھر آتی ہے۔ وہ مناظر فطرت کے بیان میں تشبیہات واستعارات کی مدد سے ایسا شاعرانہ رنگ بھرتے ہیں کہ قاری مسحور ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے۔:

> ''سلیم: یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ کبھی تم نے نیند کی سرحد پر خوابوں کی سرزمین میں ننگے پاؤں اُتر کر دیکھو ہر طرف اپنا آپ ہی نظر آئے گا۔ جھلمل جھلمل، جلترنگ آبشاروں کی مترنم آوازوں میں کھنکتی باتوں کے دائرے پاؤں پکڑ لیتے ہیں۔ پھر کوشش بھی کرو تو حصار نہیں توڑ سکتی۔
>
> بینا: کیا اب بھی۔

سلیم: ہاں اب بھی تتلیوں کے پروں پر بنی تصویروں میں، پھولوں کے رنگوں میں نہائی ہوئی برسات میں، پانیوں کی طرح شفاف، نیلے آسمان کی طرح واضح، صحراؤں کی طرح وسیع، چاندنی میں لپٹی خواہشوں سے مرصع سچا اور کھرا خواب اور اُس کے ایک ایک روزن سے تمہارا سراپا جھانکتا ہوا میری زندگی کا لازوال سرمایہ، اثاثہ بلکہ بے پناہ دولت۔"

ریڈیائی ڈراموں میں فنی اعتبار سے مکالمے کو بنیاد اہمیت حاصل ہے کیونکہ کسی کردار کی اہمیت کا اندازہ اُس کی گفتگو سے لگایا جاتا ہے۔ سٹیج ڈرامے یا ٹیلیویژن ڈرامے میں کہانی کے تاثر کو ابھارنے میں بہت سی سہولتیں میسر ہوتی ہیں۔ اداکار کے چہرے کے تاثرات، حرکات وسکنات وغیرہ کھیل کی کامیابی میں ایسا کردار ادا کرتے ہیں۔ جو ریڈیائی ڈرامے میں ممکن نہیں۔ کیونکہ ریڈیائی ڈرامے کے مکالمے لکھتے وقت زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ریڈیائی ڈراموں کی کامیابی یا ناکامی کا انحصار مکالمے اور اُس کی ادائیگی پر ہوتا ہے۔ مکالمے مختصر اور کردار کی ذہنی سطح کے مطابق ہونے چاہئیں۔ ڈاکٹر غلام یسین اُن کی مکالمہ نگاری کے بارے میں لکھتے ہیں۔:

"نواز کاوش مکالمے کی اہمیت سے آگاہ ہیں۔ وہ اپنے کرداروں سے ایسی گفتگو کراتے ہیں کہ سننے والا سمجھتا ہے کہ اُس کردار سے ایسی ہی گفتگو کی توقع ہونی چاہیئے تھی۔ عورتوں کی زبان سے گفتگو کرانے میں انہیں خاص کمال حاصل ہے۔ ان کا کردار ایک لفظ میں بات کرنے یا دو تین جملوں میں اپنی مکمل موجودگی کا احساس دلاتا ہے۔ مجھے نواز کاوش کے ڈراموں میں مکالمہ نویسی کا وصف بڑا نمایاں نظر آیا ہے۔"

ریڈیائی ڈراموں میں صوتی اثرات، تجسس اور تحیر کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ڈرامے کی کہانی کو آگے بڑھانے کے لیے ضروری ہے کہ سامعین یا ناظرین کی دلچسپی کو برقرار رکھنے کے لیے تجسس اور کشمکش کا ہونا ضروری ہے۔ نواز کاوش کے ڈراموں میں یہ کیفیتیں بھرپور انداز میں موجود ہیں۔ اُن کے ہاں بعض ڈراموں میں تجسس کی کیفیت ابتداء سے انتہا تک رہتی ہے۔ مثلاً اُن کے ڈرامے "وارث" میں شکیل کی خود کلامی تجسس کی انتہا کو پہنچ جاتی ہے۔ ڈاکٹر محمد کامران لکھتے ہیں۔:

"اُن کے ڈراموں میں کوئی نہ کوئی چونکا دینے والی اور الجھاؤ پیدا کرنے والی غیر متوقع بات کہانی کے ہر موڑ یا سین میں موجود ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے ڈرامہ ارتقائی منازل کی طرف بڑھتا رہتا ہے اور سننے والوں کی دلچسپی بھی برقرار رہتی ہے۔ ڈرامے میں سننے والوں کی توجہ برقرار رکھنے کی خاطر نواز کاوش بعض اوقات چونکا دینے والی باتیں بھی کر جاتے ہیں۔"

ڈاکٹر نواز کاوش انسانی نفسیات کا گہرا مطالعہ رکھتے ہیں۔ ان کے ڈراموں کا بنیادی وصف تجسس ہے، جو ناظرین کو اپنی گرفت میں لیے رکھتا ہے۔ وہ ڈرامے کے لیے درکار لوازم اور عناصر ترکیبی پر مکمل مہارت رکھتے ہیں۔ ان کے ڈراموں میں سماجی کش مکش اور اجتماعی زندگی کے مسائل زیر بحث آئے ہیں۔ سماج اور معاشرہ ان کے ڈراموں کا بنیادی مرکز رہا ہے۔ ان کے ڈراموں کی کہانیاں، پلاٹ، کردار اور مکالمے مصنف کی ڈرامہ نگاری کے فن پر دسترس کی دلیل ہیں۔ اسلوب تحریر سادہ، دل پذیر اور پُر تاثیر ہے۔ ان کے ڈرامے فکری و فنی اور موضوعاتی اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتے ہیں وہ بہاول پور کے افسانوی ادب کا ایک بہترین حوالہ ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ عبدالقادر عمادی، "سماج اور تعلیم" ترقی اردو بورڈ دہلی، ۱۹۷۷ء، ص ۳۶

۲۔ پاکستانی معاشرہ اور ادب، "مشمولہ پاکستانی معاشرہ اور ادب" مرتبین ڈاکٹر حسین محمد جعفری، احمد سلیم، پاکستان سٹڈی سنٹر، جامعہ کراچی، اپریل ۱۹۸۷ء، ص ۱۱

۳۔ نواز کاوش، ڈاکٹر، حرف آغاز، مشمولہ "سراب موسم" چولستان علمی و ادبی فورم بہاول پور، مارچ ۲۰۱۷ء

۴۔ نجیب جمال، ڈاکٹر، (فلیپ) "سراب موسم" از ڈاکٹر نواز کاوش، چولستان علمی و ادبی فورم بہاول پور، مارچ ۲۰۱۷ء

۵۔ نواز کاوش، ڈاکٹر، "سراب موسم" چولستان علمی و ادبی فورم بہاول پور، مارچ ۲۰۱۷ء، ص ۵۷

۶۔ ایضاً، ص ۸۸

۷۔ ایضاً، ص ۲۴۹

۸۔ ایضاً، ص ۲۲۵

۹۔ ایضاً، ص ۱۸۵۔۱۸۶

۱۰۔ایضاً، ص، ۱۳۶

۱۱۔ایضاً، ص ۳۶۱

۵۔غلام یٰسین، ڈاکٹر تبصرہ، ڈاکٹر نواز کاوش کے ریڈیائی ڈرامے، مشمولہ سراب موسم، چولستان علمی وادبی فورم، بہاول پور، ۲۰۱۷ء، ص ۲۵.

۱۲۔غلام یٰسین، ڈاکٹر، تبصرہ، ڈاکٹر نواز کاوش کے ریڈیائی ڈرامے، مشمولہ سراب موسم، چولستان علمی وادبی فورم، بہاول پور ۲۰۱۷ء۔

۱۳۔محمد کامران، ڈاکٹر، بیک ٹائٹل، سراب موسم، از ڈاکٹر نواز کاوش، چولستان علمی وادبی فورم، بہاول پور، ۲۰۱۷ء